روزنامہ
الفضل ربوہ
فون ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۴۱/۷۶ | اتوار ۲۹ شعبان ۱۴۱۱ھ، ۱۷ امان ۱۳۷۰ ہش، ۱۷ مارچ ۱۹۹۱ء | نمبر ۶۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تاریخ جاری و ساری رہتی ہے

"جہاں تک دنیاوی جنگوں کا تعلق ہے اس شکست کے ساتھ وقت ٹھہر تو نہیں گیا۔ تاریخ تو جاری و ساری ہے۔ ابھی چند دن گزرے ہیں۔ تاریخ اپنے رُخ اولتی بدلتی رہتی ہے۔ وقت پلٹ جاتے ہیں اور آج کچھ ہے تو کل کچھ ہو جاتا ہے۔ بعض قوموں نے سینکڑوں سال تک جبرو استبداد کی حالت میں زندگی گزاری اور پھر خدا نے ان کو اپنے دشمنوں پر فتح عطا فرمائی"۔

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"اس اصول کو ہمیشہ مدِّ نظر رکھو۔ مومن کا کام یہ ہے کہ وہ کسی کامیابی پر جو اُسے دی جاتی ہے۔ شرمندہ ہوتا ہے اور خدا کی حمد کرتا ہے کہ اُس نے اپنا فضل کیا اور اس طرح پر وہ قدم آگے رکھتا ہے اور ہر ابتلا میں ثابت قدم رہ کر ایمان پاتا ہے۔ بظاہر ایک ہندو اور مومن کی کامیابی ایک رنگ میں مُشابہ ہوتی ہے، لیکن یاد رکھو کہ کافر کی کامیابی ضلالت کی راہ ہے اور مومن کی کامیابی سے اُس کے لئے نعمتوں کا دروازہ کھُلتا ہے۔ کافر کی کامیابی اس لئے ضلالت کی طرف لے جاتی ہے کہ وہ خدا کی طرف رجوع نہیں کرتا، بلکہ اپنی محنت، دانش اور قابلیّت کو خدا بنالیتا ہے۔ مگر مومن خدا کی طرف رجوع کر کے خدا سے ایک نیا تعارف پیدا کرتا ہے اور اِس طرح پر ہر ایک کامیابی کے بعد اُس کا خدا سے ایک نیا معاملہ شروع ہو جاتا ہے اور اس میں تبدیلی ہونے لگتی ہے.............. (النحل: ۱۲۹) خدا اُن کے ساتھ ہے جو متقی ہوتے ہیں"۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۹۸-۹۹)

ربوہ: ۱۵ مارچ۔ آج یہاں بیت الاقصیٰ میں نماز جمعہ محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے پڑھائی اور خطبہ میں سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲ فروری ۱۹۹۱ء پڑھ کر سنایا۔ اس خطبہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خلیج کی جنگ کا پس منظر واضح فرمایا۔ اور اس یقین کا اظہار فرمایا کہ اللہ تعالیٰ متکبر کو آخر کار ہلاک فرما دے گا۔

نماز جمعہ کے بعد مولانا صاحب نے مکرم ڈاکٹر صلاح الدین شمس صاحب ابنِ حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

پتہ درکار ہے

مکرم سیّد نوید احمد شاہ صاحب کا خط ملا ہے لیکن اس پر ان کا پتہ درج نہیں ہے۔ مہربانی فرما کر مکرم شاہ صاحب اپنے پتہ سے مطلع فرمائیں تاکہ ان کے ساتھ بات کی جا سکے۔

مدیر الفضل

خدا تعالیٰ سے تعلق قائم کئے بغیر کامیابی اور چین نصیب نہیں ہو سکتا

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو

"اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں یہ بھی فرماتا ہے (النمل آیت ۶۳) کہ کون کسی بے کس .... کی دعا سُنتا ہے۔ جب وہ خدا سے دعا کرے خدا تعالیٰ اس کی تکلیف کو دُور کر دیتا ہے۔ قرآن کریم نے فرمایا کہ .... خدا تعالیٰ سے دعائیں کرو خوف اور طمع کے ساتھ۔ اس آیت سے پہلی آیت میں کہا گیا تھا کہ تذلّل اور اضطراری کیفیت کے ساتھ اور چپکے چپکے دعائیں کرو۔ اس میں کہا گیا ہے کہ ہماری زندگی میں دو ہی حالتیں ہیں۔ یا تم تکلیف میں ہو اور خوف کی حالت طاری ہے کہ تمہیں یہ نقصان پہنچ جائے گا۔ تکلیف شروع ہو چکی ہے کوئی تکلیف دُور ہو گی یا نہیں ہو گی یہ خوف ہے پھر یہ خوف ہے کہ اللہ تعالیٰ کہیں ناراض نہ ہو جائے۔ (ایمان والے) بندہ کو یہی خوف ہوتا ہے اور طبعاً طمع کے ساتھ اس امید پر کہ دعا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ دعا کو سُنے گا۔ اپنی رحمت سے ہمیں نوازے گا۔ خدا تعالیٰ کی رحمت کی امید پہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی برکت کے حصول کے لئے اور اس امید پہ کہ وہ برکتوں اور اپنے فضلوں سے نوازے گا۔ اس کے حضور جھکو اور اس سے دعائیں کرو اور اسی خوف سے کہ کہیں اگر دُوری ہو جائے اگر قرب کی راہیں وا نہ ہوں ہماری زندگی میں، تو شیطان کامیاب حملہ آور نہ ہو جائے ہم پہ، اور ہم خدا کی بجائے شیطان کی گود میں نہ چلے جائیں۔ اسی خوف سے خدا تعالیٰ سے مدد مانگو کہ اس کی مدد کے بغیر کچھ مل نہیں سکتا۔

انسانی زندگی کی بنیادی حقیقت یہ ہے کہ مولا بس۔ کہ سب کچھ خدا ہی خدا ہے اور خدا سے ہی سب کچھ حاصل کیا جا سکتا ہے اور وہ لوگ جو خدا کی طرف نہیں جھکتے اور جنہوں نے ہزاروں بُت اپنے صحنِ سینہ میں یا اپنے ماحول میں بنا رکھے ہیں۔ حقیقی کامیابیاں انہیں نصیب نہیں ہوتیں اس لئے وہ جو کائنات کی بنیادی حقیقت ہے اس بنیادی حقیقت سے ایک حقیقی تعلق قائم ہو جانا ضروری ہے۔ انسان کی زندگی میں۔ اگر وہ خدا کی نگاہ میں کامیاب ہونا چاہتا ہے اور فلاح حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے سورہ مومن میں فرمایا.. ..... خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ دعا کرو مجھ سے، (.......) میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا۔ اگر وہ شرائط کے ساتھ ہو۔ قرآن کریم نے دوسری جگہ شرائط بیان کی ہیں وہ UNDERSTOOD ہے۔ ظاہر ہے وہ بات ...... جو انسانوں میں سے میری عبادت تکبّر کے نتیجہ میں نہیں کرتے یا یوں کہنا چاہیئے کہ تکبّر کی وجہ سے میری عبادت کا حق ادا نہیں کرتے........ وہ رُسوا کئے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے غضب کی آگ کے اندر ان کو ڈالا جائے گا۔

یہاں حکم دیا گیا ہے دعا کا........ تمہارا رب کہتا ہے کہ مجھ سے ہمیشہ دعا کرو۔ تمہارا رب کہتا ہے کہ ہر چیز کے لئے مجھ سے مدد مانگو۔ تمہارا رب کہتا ہے کہ ہر بُرائی سے بچنے کے لئے میرے فضل کی تلاش کرو۔ تمہارا رب کہتا ہے کہ شیطان کے حملوں سے حفاظت چاہتے ہو تو دعاؤں کے ذریعہ میری پناہ میں آنے کی کوشش کرو۔ خدا کہتا ہے کہ اگر دنیا میں ترقی کرنا چاہتے ہو، حقیقی ترقی ایسی ترقی جس میں کوئی گندگی شامل نہ ہو تو میری طرف رجوع کرو"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۷۹ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۷ امان ۱۳۷۰ ہش ۱۷ مارچ ۱۹۹۱ء

اصلاحِ معاشرہ کی ضرورت

معاشرہ افراد کے مجموعہ کا نام ہے۔ ایک فرد ہو تو صرف ایک فرد اور بہت سے افراد ہوں تو معاشرہ۔ اور جس طرح ایک فرد میں خوبیاں بھی ہو سکتی ہیں اور خرابیاں بھی اسی طرح معاشرہ میں خوبیاں بھی ہو سکتی ہیں اور خرابیاں بھی۔ افراد میں خرابیاں ہوں تو ان کو دُور کرنے کے اور طریق ہیں اور معاشرہ میں ہوں تو ان کو دُور کرنے کے اور طریق۔ اگرچہ ان دونوں میں کوئی بہت بڑا فرق بھی نہیں ہے۔ کمیت اور کیفیت کا فرق تو بہرحال ضرور ہوگا۔ فرد کو علیحدگی میں ایک طرف لے جا کر سمجھایا جا سکتا ہے اور سمجھانا بھی اسی طرح چاہیئے لیکن معاشرہ کے لئے کھُل کر بات کرنے کی ضرورت ہے۔ علی الاعلان یہ کہا جائے کہ معاشرہ میں یہ خرابی ہے اگر کہا جائے بغیر کسی کا نام لئے۔

لیکن یہ بات ہمیشہ مدِنظر رہے کہ معاشرہ کی خرابیاں دُور کرنے سے ہی افراد کی نیکیوں کا تسلسل قائم رہ سکتا ہے ورنہ اگر کوئی فرد اچھا ہو اور معاشرہ میں خرابیاں ہوں تو عین ممکن ہے کہ آج نہیں تو کل وہ فرد معاشرہ کا اثر قبول کرکے اپنے اندر خرابیاں پیدا کرے گا۔ والدین کو عام طور پر یہ نصیحت کی جاتی ہے کہ اپنے بچوّں کو بُری صحبت سے بچائیں اور انہیں بتایا جاتا ہے کہ آپ کا بچہّ کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو اگر اسے بُری صحبت ملی تو وہ اچھا نہ رہ سکے گا۔

والدین کو یہ باتیں بتانے کے ساتھ ساتھ کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ معاشرہ کو بہتر بنایا جائے۔ اور اگر ہم اپنے اردگرد پر نظر رکھیں۔ اور دل میں اس بات کا درد پیدا ہو کہ سب بچے ہمارے بچے ہیں۔ اور سب بچوّں کے اچھا ہونے سے ہی آپ کے بچے اچھے رہ سکتے ہیں۔ یا بڑوں کی بات ہو تو اس صورت میں بھی ہم اور ہمارے ساتھی صرف اسی صورت میں اچھے رہ سکتے ہیں کہ ہمارا ماحول اچھا ہو۔ ہمارے اردگرد کے لوگ اچھے ہوں تو یقیناً معاشرہ اچھا ہو سکتا ہے۔

حضرت امام جماعت (الثالث) اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر رحمتیں نازل فرماتا رہے، اکثر اس بات کی تحریک فرمایا کرتے تھے کہ اپنے نفوس کی اصلاح کے ساتھ ساتھ اپنے ماحول کی بھی اصلاح کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق عطا فرمائے۔

انقلاباتِ زمانہ کچھ بھی ہوں
کاروبارِ دہر تو رُکتا نہیں
زندگی رہتی ہے خود سے شرمسار
موت ہے کہ اس کا سر جھکتا نہیں

ـــــــ ابو الاقبال

مرا راز، راز رکھنا کہ گناہگار ہوں مَیں
مَیں ترے کرم کے صدقے، ترا اشتہار ہوں مَیں

ترے نام کی صدائیں تو لگا رہا ہوں لیکن
مرا دل ہے تجھ سے خالی، بڑا شرمسار ہوں مَیں

مرے سادہ سے ورق پر کہیں کوئی بات لکھ دو
مجھے کھل کے تم بتا دو، بڑا کم عیار ہوں مَیں

مری جنبشِ قلم سے مرا چہرہ پڑھ سکو گے
انہیں اُنگلیوں کے ناطے تو ستم شکار ہوں مَیں

مجھے اپنے غم کے بدلے کئی اور غم ملے ہیں
جو سمجھ سکو تو سمجھو غمِ روزگار ہوں مَیں

مری منزلوں کے رستوں نے دیا ہے ساتھ میرا
کہ پکار اُٹھے ہیں ذرّے، تری رہ کا خار ہوں مَیں

مری مملکت فقیری، مرا راج بے نیازی
مرا تاج آرزوئیں، شہِ تاجدار ہوں مَیں

مجھے کون لے کے آئے گا زمیں کی پستیوں پر
ہے مری سرشت رفعت، کہ رہینِ دار ہوں مَیں

مری احتیاط سے بھی کوئی مطمئن نہیں ہے
مَیں ہر اک سے پوچھتا ہوں، کہ قصوروار ہوں مَیں؟

مرے جرم اور سزا میں نہ رہے کوئی تفاوت
کہ ہر اک معاملہ میں بڑا وضعدار ہوں مَیں

مری کشمکش کا باعث ہے نسیمؔ میری فطرت
کبھی اک حقیر ذرّہ کبھی کوہسار ہوں مَیں

نسیم سیفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

علمی مسائل

جوزیفس مشہور یہودی مورخ پرانی کتب سے حضرت ابراہیمؑ کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ابراہیمؑ پہلے آدمی تھے جنہوں نے دلیری سے خدا کے خالق ہونے اور ایک ہونے کا اعلان کیا اور کہا کہ سب ستارے خدا کے قبضہ میں ہیں۔ اور اسی کے حکم کے ماتحت حرکت کرتے ہیں۔ چونکہ ان کی قوم ستارہ پرست تھی ان کی ستارہ پرستی کی مخالفت نے چلڈنیز کا غصہ بھڑکا دیا۔ اور ان کو اپنا ملک چھوڑ کر کنعان جانا پڑا۔ کہتے ہیں کہ جب آپ ۱۴ برس کے تھے تو ستاروں اور بتوں کی پرستش سے بچنے کے لئے آپ نے اپنے باپ کو چھوڑ دیا اور خدا سے دعا کی کہ وہ ان کو انسانوں کی غلطیوں سے بچائے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے زراعت کے بعض عمدہ طریق ایجاد کئے اور انہوں نے اپنے باپ تارا کو توحید کی تعلیم دی۔ مگر وہ لوگوں سے ڈرتا تھا اور اس نے ان کو خاموش رہنے کو کہا۔ حضرت ابراہیمؑ کے بھائی بھی ان کے مخالف ہو گئے۔ تو انہوں نے بت خانہ کو آگ لگا دی۔ اور ان کے بچانے کی کوشش میں ان کا بھائی ہاران جل مرا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لکڑی کے بت تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے تلوار سے ان کو کاٹ دیا تھا) لکھا ہے کہ نئے سال کے چاند کو ایک دفعہ دیکھ رہے تھے تاکہ آئندہ سال کی فراخی کو معلوم کریں کہ ان کو الہام ہوا کہ خدا کی مرضی کے مقابلہ میں ستاروں کا اثر کیا حقیقت رکھتا ہے۔ آخر بہت دعاؤں کے بعد آپ نے اپنی قوم کو چھوڑ دیا تاکہ اعلیٰ صداقتوں کو دنیا میں قائم کریں۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ تین سال کی عمر میں ان کو سچا علم ملا بعض میں دس اور بعض میں چالیس لکھا ہے۔ فلسطینی ربیوں کے لٹریچر میں آپ کے متعلق بہت سی تفاصیل دی گئی ہیں۔ اور آپ کے زمانہ کے بادشاہ کا نام نمرود بتایا گیا ہے اور چاند ستاروں کا واقعہ یوں لکھا ہے کہ تارا نے نمرود سے ڈر کر جو ان کے بیٹے کو مارنا چاہتا تھا۔ (کیونکہ نجومیوں نے اسے بتایا تھا کہ ایک بچہ پیدا ہوا ہے۔ جو تیری حکومت کو تباہ کر دے گا) تین سال تک حضرت ابراہیمؑ کو چھپائے رکھا جب وہ بھورے سے باہر نکلے تو سورج کو دیکھ کر انہوں نے خدا سمجھا۔ جب سورج ڈوبا تو چاند کو خدا اور ستاروں کو اس کا نوکر سمجھا۔ جب صبح ہوئی تو دونوں سے انکار کر کے کہا کہ خدا کوئی اور ہو گا۔ اس پر ابراہیمؑ نے باپ سے پوچھا۔ آسمان و زمین کس نے پیدا کئے ہیں اس نے جواب میں کہا کہ یہ بت جو سامنے ہے یہ ہمارا خدا ہے۔ ابراہیمؑ نے کہا کہ میں اسے نذر چڑھاؤں گا اور عمدہ کھانا پکوا کر اس کو دیا اس نے نہ کھایا تو اور اچھا کھانا پکوا کر سامنے رکھا جب پھر بھی اس نے نہ کھایا اور نہ کوئی جواب دیا تو آگ سے اس کو اور دوسرے بتوں کو جلا دیا۔ جب تارا واپس آیا تو اس نے پوچھا ان کو کس نے جلایا ہے انہوں نے کہا بڑا چھوٹوں پر ناراض ہو گیا۔ اور غصہ میں اس نے ان کو جلا دیا۔ باپ نے کہا بیوقوف! جو نہ سنے نہ دیکھے نہ چل سکے وہ یہ کام کس طرح کر سکتا تھا۔ انہوں نے کہا پھر تم زندہ خدا کو چھوڑ کر ان کے پیچھے کیوں چل پڑے ہو۔ ایک دن ایک عورت کھانے کی کوئی چیز نذر لائی ابراہیمؑ نے کہا کہ ان کے منہ ہیں پر بولتے نہیں آنکھیں ہیں مگر دیکھتے نہیں۔ کان ہیں مگر سنتے نہیں۔ ہاتھ ہیں مگر پکڑ نہیں سکتے ان کے بنانے والوں اور ان پر اعتبار کرنے والوں کا بھی یہی حال ہو۔ یہ کہہ کر آپ نے بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور پھر انہیں جلا دیا اس پر آپ نمرود کے سامنے پیش کئے گئے۔ اس نے ان کو کہا کہ کیا تو نہیں جانتا کہ میں خدا اور دنیا کا حاکم ہوں۔ آپ نے جواب دیا اگر تو خدا اور دنیا کا حاکم ہے تو کیوں سورج کو مغرب سے نکال کر مشرق کی طرف نہیں چڑھاتا اگر تو خدا اور دنیا کا حاکم ہے تو بتا میرے دل میں اس وقت کیا ہے اور میرا آئندہ کیا حال ہو گا؟ نمرود کی زبان بند ہو گئی۔ اور وہ حیران رہ گیا۔ اور ابراہیمؑ نے اپنی بات کو جاری رکھا اور کہا کہ تو کوش کا بیٹا ہے اور اسی کی طرح ایک فانی وجود ہے تو اپنے باپ کو موت سے نہیں بچا سکا اور نہ تو خود اس سے بچ سکتا ہے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ نمرود نے کہا آگ کو پوجو۔ ابراہیمؑ نے کہا کہ پانی کو کیوں نہیں وہ تو اسے بجھا دیتا ہے اس نے کہا بہتر اسی کو سہی انہوں نے کہا بادلوں کو کیوں نہیں جو پانی سے پُر ہوتے ہیں۔ اس نے کہا انہیں کو سہی۔ انہوں نے کہا ہوا ان کو بھی اڑا دیتی ہے۔ اس نے کہا اس کو پوجو۔ انہوں نے کہا انسان اس کے صدمے سے بھی بچ جاتا ہے اور مکانوں کے پیچھے چھپ جاتا ہے۔ اس نے کہا کہ پھر میں انسانوں کا بادشاہ ہوں مجھے پوجو۔ انہوں نے کہا کہ اگر تو خدا ہے۔ تو پھر سورج کو مغرب کی طرف سے نکال کر دکھا اس پر نمرود نے ابراہیمؑ کے جلانے کا حکم دے دیا۔ ایک لکڑیوں کا انبار پانچ گز مربع جمع کیا گیا اور اس کو آگ لگائی گئی اور ابراہیمؑ کو اس میں ڈالا گیا۔ اسی کی طرف پیدائش باب ۱۵ آیت ۷ میں اشارہ ہے۔ بعض نسخوں میں اس جگہ لکھا ہے کہ تجھے کسدیوں کی آگ سے نکال لایا۔ (جیوئش انسائیکلو پیڈیا زیر لفظ ابراہام)

چلڈنیز میں سورج کی پرستش خاص طور پر کی جاتی تھی۔ (نیلسن انسائیکلو پیڈیا) چلڈنیز کا خدا مینوڈاک نامی تھا (MENODACK) جو سورج کی شعاع یا دن کی روشنی سمجھا جاتا تھا۔ اور یہ خیال کیا جاتا تھا کہ وہ بنی نوع انسان کو نفع پہنچاتا ہے اس کا نام بعل یعنی آقا بھی تھا۔ اس کے علاوہ ان کا ایک بت شمس تھا۔ یعنی سورج دیوتا۔ ایک سین تھا یعنی چاند دیوتا ایک نیبلیو تھا یعنی دیوتا یا معلم تھا (انسائیکلو پیڈیا ببلیونیا کے ماتحت)

اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیمؑ کے انہی واقعات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے۔ کہ اگر موسیٰ اور فرعون کے واقعات سے بھی یہ لوگ کوئی فائدہ نہیں اٹھاتے تو پھر تو ان کے سامنے ابراہیمؑ کے واقعات بیان کر کیونکہ ابراہیمؑ وہ نبی تھے جس کی عزت مکہ والوں کے قلوب میں جاگزیں ہے۔ اور خصوصیت کے ساتھ ان کے سامنے وہ واقعہ بیان کر جبکہ اس نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے کہا کہ تم کس چیز کی عبادت کرتے ہو چونکہ ان کی قوم نے سورج اور چاند اور ستاروں کے نام پر کئی قسم کے بت بنائے ہوئے تھے۔ جن کی وہ پرستش کرتے تھے۔ اس لئے جب حضرت ابراہیمؑ نے یہ سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم بت پوجتے ہیں اور سارا دن ان کے سامنے بیٹھے رہتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا اچھا جب تم ان کو پکارتے ہو تو کیا ان کی طرف سے کوئی جواب بھی ملتا ہے۔ جس سے پتہ لگے کہ انہوں نے تمہاری دعائیں سن لی ہیں یا نفع اور ضرر کی شکل میں کوئی نتیجہ بھی نکلتا ہے؟ یعنی اگر وہ واقعہ میں اپنے اندر خدائی طاقتیں رکھتے ہیں تو جس طرح خدا تعالیٰ لوگوں کی دعائیں سنتا ہے۔ اسی طرح ان بتوں کو بھی تمہاری دعائیں سننی چاہئیں۔ اور جس طرح خدا اپنے بندوں کو ہر قسم کی تکالیف سے بچاتا ہے اور ان کے لئے رحمت اور برکت کے سامان پیدا کرتا ہے اسی طرح ان بتوں کے اندر بھی یہ طاقت ہونی چاہئے کہ وہ اپنے ماننے والوں کو فائدہ پہنچائیں اور جو لوگ ان کا انکار کریں انہیں تباہ کر دیں مگر کیا یہ بت ایسا کر سکتے ہیں؟ کیا یہ تمہاری باتوں کا جواب دیتے ہیں یا کیا ان میں طاقت ہے کہ وہ تمہاری کسی تکلیف کو دور کر سکیں یا تمہیں کوئی نفع پہنچا سکیں اگر ان میں کوئی بات بھی نہیں پائی جاتی تو پھر تم ایسے بتوں کی کیوں پرستش کر رہے ہو۔ جو نہ سنتے ہیں۔ نہ بولتے ہیں اور نہ نفع اور ضرر کی اپنے اندر کوئی طاقت رکھتے ہیں یہ دلیل ایسی زبردست ہے کہ ایک صحابیؓ کہتے ہیں کہ مجھے اسلام قبول کرنے کی تحریک صرف اس لئے ہوئی کہ میں ایک دفعہ سفر پر گیا تو عرب کے دستور کے مطابق میں نے پتھر کا ایک چھوٹا سا بت اپنے ساتھ رکھ لیا تاکہ وہ ضرورت کے وقت کام آئے۔ ایک دفعہ جب کہ میں ایک جنگل میں سے گزر رہا تھا۔ مجھے کوئی ضروری کام پیش آگیا میں نے اپنا اسباب وہیں رکھا اور بت کو پاس بٹھا کر کہا کہ حضور میں تھوڑی دیر کے لئے باہر جا رہا ہوں۔ آپ مہربانی فرما کر میرے سامان کی حفاظت کریں جب میں واپس آیا تو ایک گیدڑ ٹانگ اٹھا کر اس بت پر پیشاب کر رہا تھا۔ یہ دیکھ کر میرے دل میں ایک آگ لگ گئی۔ اور میں نے کہا کہ جو بت گیدڑ کے پیشاب سے اپنے آپ کو نہیں بچا سکا اس نے میرے اسباب کی کیا حفاظت کرنی ہے چنانچہ میں نے اس بت کو وہیں پھینکا اور واپس آ کر مسلمان ہو گیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تاریخ

بیت الفضل لنڈن کی کہانی

خداتعالیٰ کے فضل وکرم سے آج جماعت احمدیہ پر پوری ایک صدی گذرتی ہے اور اس وقت ایک ہزار چھ سو سے اوپر دنیا بھر میں بیوت سے نماز کے لئے لوگوں کو بلایا جاتا ہے۔ لیکن ہندوستان سے باہر سب سے پہلے جو بیت تعمیر کی گئی ہم ان چند صفحات میں ذکر کریں گے جو ۱۹۲۴ء میں انگلستان کے دارالخلافہ لندن میں تعمیر کی گئی۔ اس وقت اس ننھی سی جماعت کو کیسی کیسی مشکلات پیش آئیں ہم ان کا بھی تذکرہ کریں گے۔ اور خدا کے اس گھر کے لئے لوگوں نے قربانیاں دیں۔ اس کا بھی کچھ ذکر آئے گا۔

سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی وفات کے کچھ عرصہ بعد جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے انگلستان جاکر دوکنگ میں وکالت کا کام شروع کیا۔ کچھ عرصہ بعد حضرت امام جماعت (الاول) اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے۔ نے خواہش ظاہر فرمائی کہ دعوت الی اللہ کی خاطر لوگوں کو انگلستان جانا چاہیئے۔ اس تحریک پر چوہدری فتح محمد صاحب سیال اور مولوی محمد دین صاحب نے اپنا نام پیش کیا۔ لیکن جماعت کی مالی حالت اس وقت اس قدر کمزور تھی کہ ان کے کرایہ تک کے لئے اتنی رقم بھی انجمن کے پاس نہ تھی کہ یہ لوگ انگلستان جا سکتے۔ یہ دقت دیکھ کر چوہدری فتح محمد صاحب نے حضرت میاں محمود احمد صاحب جو بعد میں امام جماعت الثانی ہوئے سے اس کا ذکر کیا تو اس پر آپ نے انجمن انصار اللہ کے فنڈ سے ۲۰۰ روپیہ دینے کا وعدہ فرمایا اور میر ناصر نواب صاحب نے ۱۰۵ روپیہ اپنے پاس سے پیش کئے اور جب حضرت اقدس کو اس کا علم ہوا تو آپ نے انجمن کو ہدائت فرمائی کہ ۱۰۵ اس مد میں ادا کر دیں۔ اور یوں کرائے کا انتظام ہوا اور چوہدری صاحب لنڈن تشریف لے گئے۔ اور خواجہ صاحب کے پاس دوکنگ پہنچے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد ہی حضور کی وفات ہو گئی اور حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امام جماعت الثانی منتخب ہوئے اور خواجہ صاحب نے تو بیعت امامت نہ کی مگر چوہدری صاحب نے فوراً بیعت کر لی۔ اور نتیجتاً دوکنگ چھوڑ کر لندن آ گئے۔ اور یہاں دعوت الی اللہ کا کام شروع کیا۔ پہلا انگریز جو جماعت میں شامل ہوا اس کا نام مسٹر کوریو تھا جس کا نام بشیر کوریو رکھا گیا۔ یوں وقت گذرتا رہا اور مربی انگلستان جاتے رہے۔ لیکن بیت تعمیر نہ ہو سکی۔ ۱۹۲۰ میں حضرت اقدس کو خیال آیا کہ پاؤنڈ کی قیمت گر جانے کی وجہ سے کچھ رقم انگلستان بھجوا دی جائے۔ ۶ جنوری کو جب حضور نماز مغرب پڑھا کر واپس تشریف لے جا رہے تھے تو آپ کے دل میں اس تحریک کا خیال پیدا ہوا اور ۳۰ ہزار روپے کی تحریک لکھی اور مغرب کے بعد لوگوں کو جمع کرنے کا ارشاد فرمایا اور آپ نے تحریک فرمائی۔ تو قادیان کے غریب لوگوں نے ہی اسی وقت ۶۰۰۰ روپیہ جمع کر دیا اور ۱۱ جنوری تک اس کی مقدار ۱۲۰۰۰ ہو گئی۔ لوگوں میں اس کے لئے بے حد جوش و خروش تھا۔ مدرسہ احمدیہ کے غریب طلباء اور عوام و خواص نے بڑھ چڑھ کر چندے لکھوائے اور یہ تحریک ایک لاکھ روپیہ کر دی گئی۔ اور تقریباً ساری کی ساری وصول بھی ہو گئی۔

اس کے بعد ۱۹۲۷ء میں بیت برلن کے لئے صرف مستورات نے ۷۲۰۰۰ روپے کی رقم جمع کی تھی۔ وہ بھی اس میں شامل کر دی گئی۔ اور یہ رقم ملا کر کل رقم ۱،۶۶،۰۰۰ ہو گئی اس پر چوہدری فتح محمد صاحب کو ہدایت کی گئی کہ وہ بیت کے لئے جگہ خریدیں۔ انہوں نے بڑی محنت اور تلاش کے بعد پٹنی کے علاقہ میں ایک ایکڑ کے احاطہ میں ایک قطعہ زمین اور مکان اگست ۱۹۲۰ء میں ۲۲۲۳ پاؤنڈ یعنی ۳۰۰۰۰ روپے میں خرید لیا۔ اور یہ وہی جگہ ہے جہاں آج ہماری بیت الفضل لندن تعمیر شدہ ہے۔

۱۹۲۴ء میں ویمبلے نمائش منعقد ہوئی۔ تو منتظمین نے ایک مذاہب کانفرنس کا بھی اعلان کیا اور مولانا عبدالرحیم صاحب نیر امام بیت الفضل لندن کو بھی شمولیت کی دعوت بھجوائی۔ انہوں نے بذریعہ تار قادیان درخواست بھجوائی کہ حضور خود اس کانفرنس میں تشریف لاکر شامل ہوں یا اپنا نمائندہ بھجوائیں۔ اس پر حضور نے مشاورت طلب فرمائی تو حضرت میاں بشیر احمد صاحب اور مولوی عبدالرحیم صاحب درد نے تجویز پیش کی کہ حضور خود تشریف لے جائیں تاکہ لندن میں دعوت الی اللہ کو مضبوط کیا جائے۔ حضور نے اس تجویز کو منظور فرمایا اور مندرجہ ذیل احباب ساتھ جانے کے لئے نامزد ہوئے۔ چوہدری فتح محمد صاحب سیال۔ خان ذوالفقار علی خان صاحب۔ حافظ روشن علی صاحب۔ مولوی عبدالرحمان صاحب مصری۔ مولوی عبدالرحیم صاحب درد ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب۔ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی۔ بھائی عبدالرحمان صاحب قادیانی۔ مولوی علی محمد صاحب اور میاں رحم دین صاحب باورچی۔ ان کے علاوہ حضرت میاں شریف احمد صاحب۔ چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب اور چوہدری شریف احمد صاحب اپنے طور پر شامل ہوئے۔ ان احباب کے لئے خاص لباس تجویز ہوا یعنی سبز عمامے سیاہ شیروانی اور پاجامے یہ قافلہ ۲۲ اگست ۱۹۲۴ء کو انگلستان وارد ہوا۔ اخبارات نے سفید عمامہ والے نائیٹس..... اور ان کے ۱۲ حواریوں کی تصویریں خوب شائع کیں اور جماعت کا بہت چرچا ہوا۔ انہیں دنوں حکومت کابل نے حضرت مولوی نعمت اللہ خان صاحب کو سنگسار کیا تھا۔ اس واقعہ کی وجہ سے اور مذہبی کانفرنس کے مضمونوں اور پرائیویٹ ملاقاتوں اور پبلک لیکچروں کی وجہ سے جماعت احمدیہ کو لندن میں بہت شہرت حاصل ہوئی اور ان سب کاموں کے بعد جب بیت کے سنگ بنیاد رکھنے کا موقع آیا۔ یہ کام بھی محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت شاندار اور پُراثر طریقے سے سرانجام پایا اور بیت کے سنگ بنیاد کے بعد حضور نومبر میں مع قافلہ واپس تشریف لے آئے۔ مولانا نیر احمد صاحب بھی ہم رکاب تھے۔ اور ان کی جگہ مولانا عبدالرحیم صاحب درد امام بیت لندن مقرر کئے گئے ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۴ء بروز اتوار دنیا کی تاریخ میں عام طور پر اور احمدیت کی تاریخ میں خصوصیت سے یادگار دن تھا کہ جب حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب فضل عمر امام جماعت احمدیہ الثانی نے بیت الفضل لندن کا سنگ بنیاد رکھا موسمی پیشگوئی تو یہ تھی کہ اس دن دھوپ نکلے گی اور موسم خوشگوار ہوگا۔ لیکن منشائے الٰہی کے مطابق صبح سے ہی بارش شروع ہو گئی۔ اور خیال ہوا کہ موسم کی خرابی کی وجہ سے بہت کم لوگ آئیں گے اور حضور سے جب اس کا ذکر ہوا تو فرمایا کہ بہت اچھا ہے۔ ایسی حالت میں لوگ آئیں گے اخلاص سے ہی آئیں گے اور اللہ نے چاہا تو تقریب کامیاب ہوگی۔ علاوہ ازیں چونکہ تاریخ مقرر کرنے میں دیر ہوئی تھی اور تقریباً چار دن پیشتر لوگوں کو دعوت نامے بھجوائے گئے تھے۔ اس کے علاوہ سب سے بڑی بات یہ تھی کہ لندن میں پارلیمنٹ کے انتخابات کے ایام تھے اور ہر شخص اس میں مصروف تھا۔ سب امور ملا کر یہی خیال ہوتا تھا کہ صرف چند آدمیوں کے ساتھ یہ تقریب خاموشی سے ادا ہو گی۔ لیکن خواہش ضرور تھی کہ غیر مذہب کے لوگ آئیں اور ان کو اس طریق سے پیغام حق پہنچ جائے۔ مخالف حالات کے باوجود نتیجہ بالکل خلاف توقع نکلا اور ۲ بجے سے ہی مہمانوں کی آمد شروع ہو گئی جن میں مختلف حکومتوں کے نمائندے اور سفیر شامل تھے۔ لنڈن کے بعض اکابر بھی تشریف لائے۔ احمدیہ شامیانوں کے نیچے جرمن بھی تھے، اٹالین بھی۔ یوگوسلاوین بھی تھے ہنگرین بھی مصری، افریقی اور ہندی سب سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب میں شامل ہونے کے لئے تشریف لائے۔ بعض معروف لوگوں کے نام یہ ہیں سر الیگزنڈر ڈریک سابق فنانشل کمشنر پنجاب جو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے زمانے میں قادیان تشریف لائے تھے۔ میئر آف وانڈز ورتھ لیڈی پارک مسٹر این سی پی آف انڈیا آفس۔ ڈاکٹر اور پروفیسر لی آن۔ عبداللہ کوئلم سفیر جاپان۔ سفیر جرمنی۔ ایتھوپیا اور سربیا کے منسٹرز۔ یوگوسلاویہ کے نمائندے اس کے علاوہ ترکی۔ فن لینڈ البانیہ کے سفراء نے بوجہ شدید مصروفیت معذرت کا اظہار کیا تھا۔ ان کے علاوہ انگلستان کی تینوں پارٹیوں کے لیڈروں نے اظہار ہمدردی کیا اور بوجہ انتخاب عدم حاضری کا افسوس سے عذر کیا۔ وزیراعظم کا بھی دعوت کے شکریے کا خط موصول ہوا۔ مخالف حالات کے باوجود مجمع ۲۰۰ سے اوپر ہو گیا۔ حضور تقریب کے لئے ۳ بجے تشریف لائے اور سب مردوں سے مصافحہ کیا۔ پروگرام شروع ہوا تو مولوی عبدالرحیم صاحب درد نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔ ۳٫۲۳ پر احباب کو سنگ بنیاد کی جگہ پر چلنے کے لئے کہا گیا۔ حضور وہاں پہنچے اور محراب میں کھڑے ہوئے اور حضرت حافظ روشن علی صاحب کو تلاوت کے لئے بلایا جنہوں نے اپنی پرکشش آواز سے تلاوت فرمائی جس کا لوگوں پر عجیب اثر ہوا۔ اس کے بعد حضور نے اپنا ایڈریس انگریزی میں خود پڑھا جس میں حضور نے بیت کی اہمیت بیان فرمائی۔ اور بتایا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں اختلاف ختم ہو جاتے ہیں۔ اور اتحاد پھلتا اور پھولتا ہے۔ یہ گھر اس ہستی کی عبادت کے لئے تعمیر کیا جا رہا ہے جس نے ساری دنیا کو پیدا کیا ہے جس میں ہر ملک کے لوگ شامل ہیں خواہ کوئی زبان بولتے ہوں اور کسی بھی رنگ اور نسل کے ہوں۔ اختلاف کا ہونا کوئی بری بات نہیں۔ بلکہ جو چیز بری ہے وہ عدم برداشت ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اختلاف عقیدہ اور اختلاف اصول رکھتے ہوئے بھی ایک دوسرے کے ساتھ آپس میں محبت کے ساتھ رہیں ہر شخص کا حق ہے کہ جسے وہ صحیح سمجھتا ہے دوسرے کو اس امر کی طرف بلائے۔ کیونکہ بغیر دعوت الی اللہ کے علوم میں ترقی نہیں ہو سکتی۔ یہ خدا کا گھر اس لئے بنایا گیا ہے کہ اس میں کسی کا حق نہیں کہ آپس کے اختلاف کی وجہ سے کسی کو نکالے یا تکلیف دے اور خود قرآن مجید نے اس سے منع کیا ہے۔ اور آج میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ یہ بیت صرف خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے بنائی گئی ہے تاکہ محبت الٰہی قائم ہو اور لوگ حقیقی امن کے حصول کی طرف متوجہ ہوں یہ خطاب لوگوں نے بہت پسند کیا اور اس کا ان پر بہت اثر ہوا۔

ہماری بیت کا طول ۳۴½ فٹ اور عرض ۲۶½ فٹ ہے اور گنبد کی بلندی تقریباً ۵۰ فٹ ہے۔ اس پر تقریباً ۴ ہزار پاؤنڈ یعنی ۶۰ ہزار روپیہ لاگت آئی اور کام تقریباً دس ماہ میں ۱۹۲۶ء کے موسم گرما کے آخر پر ختم ہوا۔ جب بیت تیار ہو گئی تو حضور کو اس کے شاندار تقریب افتتاح کا خیال پیدا ہوا۔ اس لئے قرار پایا کہ کسی مشہور آدمی سے اس کے افتتاح کی درخواست کی جائے۔ اس سلسلے میں شاہ حجاز سے درخواست کی کہ چونکہ وہ مقامات مقدسہ کے ظاہری محافظ بھی ہیں اس لئے اپنے صاحبزادہ شہزادہ فیصل کو بیت کے افتتاح کے لئے بھجوائیں۔ تو موقعہ کے مناسب و موزوں ہوگا۔ اور شاہ نے یہ دعوت قبول کر لی۔ اور اطلاع دی کہ شاہزادہ فیصل ستمبر میں جدہ سے روانہ ہوگا امام صاحب نے شاہزادہ صاحب کا بندرگاہ پر جاکر پرتپاک خیر مقدم کیا اور اس کے بعد لنڈن تک ساتھ آئے۔ اور انتظام کیا تھا کہ لنڈن میں ان کا شاندار استقبال ہو۔ اس لئے لنڈن کے پڈنگٹن سٹیشن پر سینکڑوں لوگوں نے پرجوش خیر مقدم کیا۔ ہار پہنائے۔ اور پھولوں کی بارش کی۔ بیت کے افتتاح کی تاریخ مقرر ہو گئی۔

اگلی تفاصیل طویل ہیں۔ اس لئے انہیں ترک کرتے ہوئے مختصراً اتنا عرض کرنا ہی مناسب ہوگا کہ عین افتتاح والے دن شہزادہ فیصل کی طرف سے معذرت کی اطلاع آگئی کہ وہ افتتاح نہیں کر سکیں گے۔ اس واقعہ سے چند روز قبل خان بہادر شیخ عبدالقادر صاحب سابق وزیر پنجاب ممبر انڈین ڈیلیگیشن لیگ آف نیشنز لنڈن تشریف لائے تھے اور انہوں نے بھی شہزادہ فیصل کو افتتاح کے لئے تیار کرنے میں بہت کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ اس لئے اس افتتاح کا سہرا خان بہادر شیخ عبدالقادر صاحب کے سر بندھا۔ اور افتتاح کی رسم نہایت شان و شوکت سے منائی گئی۔ بیت کے اندر اور باہر لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ سڑکوں کی ٹریفک رک گئی تھی۔ بیت کے احاطہ کے اندر کھڑے ہونے کی جگہ نہ تھی۔ امام صاحب نے تلاوت قرآن کی اور حضرت امام جماعت الثانی اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے کا پیغام سنایا گیا جو ایک ہزار الفاظ کے قریب تھا اور بذریعہ تار موصول ہوا تھا۔ اس کے بعد امام صاحب نے بیت کی چابی خان بہادر صاحب کو بیت کھولنے کے لئے دی اور خان بہادر صاحب نے بیت کا دروازہ کھول کر افتتاح فرمایا۔ اس کے بعد دوبارہ شامیانے میں آئے اور امام صاحب نے خطبہ استقبالیہ پڑھا اور خان بہادر صاحب نے اپنا ایڈریس انگریزی میں پڑھا جو عین موقعہ کے مطابق تھا۔ خان بہادر صاحب کی تقریر کے بعد مہاراجہ صاحب نے تقریر فرمائی۔ ان کے بعد سر عباس علی بیگ صاحب نے تقریر فرمائی اس کے بعد تقریباً ۱۰۰ احباب نے نماز عصر ادا کی جن میں خان بہادر شیخ عبدالستار صاحب اور سید عباس علی بیگ بھی شریک ہوئے۔ افتتاح کی تقریب میں شریک ہونے والوں میں غیر ملکی سفراء ممبران پارلیمنٹ اور ممبران ہاؤس آف لارڈز نیز بعض معززین جن میں سابق گورنر پنجاب۔ نیوی اور آرمی کے اعلیٰ افسران لنڈن کے بعض علاقوں کے میئر شامل ہوئے اس مبارک تقریب پر چار انگریزوں نے جماعت میں داخلہ لیا اور یہ تقریب بخیر و خوبی ختم ہوئی اس کی تعمیر اور افتتاح کے ۴۰ برس بعد ایک ایسا واقعہ بھی گذرا جو دلچسپ بھی ہے اور ایمان افروز بھی۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ ۱۹۶۴ء میں اس وقت کے امام بیت لنڈن جناب بشیر رفیق احمد نے مرکز میں تجویز بھجوائی کہ بیت کے ساتھ دو مکان جو کافی پرانے ہو چکے تھے گرا کر خوبصورت اور کشادہ مشن ہاؤس تعمیر کیا جائے جس کی مرکز سے منظوری دے دی۔ امام صاحب نے متعدد مالی کمپنیوں سے رابطہ قائم کر کے ایک تعمیری ادارہ سے شرائط طے کیں اور رقم کے بارے میں یہ طے ہوا کہ آئندہ ۲۵ سال میں یہ رقم واپس کی جائے گی نقشہ جات تیار ہو کر جب منظوری ہو گئی اور معاہدے پر دستخط کا وقت آیا تو تعمیراتی کمپنی نے اچانک بغیر کسی وجہ بیان کئے رقم مہیا کرنے سے انکار کر دیا۔ جس سے امام صاحب کو سخت پریشانی لاحق ہوئی کہ مرکز کا اور بیت کمیٹی کا بلا وجہ ایک سال ضائع ہوا اگلے دن حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب لنڈن تشریف لائے اور مکرم امام صاحب کے ہاں مہمان ہوئے تو ان سے بھی اس پریشانی کا ذکر ہوا چوہدری صاحب نے سنا اور خاموش ہو گئے اور بات ختم ہو گئی۔

اگلے ہفتہ جب چوہدری صاحب دوبارہ لنڈن آئے تو فرمایا کہ اگر انہی شرائط پر میں تعمیر مشن ہاؤس کے لئے رقم فراہم کر دوں جن شرائط پر تعمیراتی کمپنی فراہم کر رہی تھی تو مرکز کو منظور ہوگا تو امام صاحب نے کہا کہ مرکز کو اور کیا چاہیئے اس پر مرکز کو لکھا گیا تو حضور نے بذریعہ تار منظوری عطا فرمائی کہ اگر چوہدری صاحب رقم کا انتظام کریں تو مرکز یہ رقم ۲۵ سال میں واپس کر دے گا۔ اس وقت تعمیر کا اندازہ ایک لاکھ پونڈ لگایا گیا اور کام شروع ہو گیا۔ جب تعمیر مکمل ہو گئی تو مشن ہاؤس میں پردے فرنیچر اور تزئین و آرائش کا مرحلہ پیش آیا۔ امام صاحب نے چوہدری صاحب سے اس سلسلے میں مدد کی درخواست کی تو چوہدری صاحب نے یہ خرچ بھی مہیا فرمایا۔ جب حضرت چوہدری صاحب کی خدمت میں معاہدے کا ڈرافٹ پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ اس کا مطالعہ کریں گے اور اگلے ہفتہ دستخط کی باقاعدہ کارروائی ہوگی۔ اگلے ہفتہ جب چوہدری صاحب ہالینڈ سے لنڈن تشریف لائے تو فرمایا کہ انہوں نے معاہدے کا مطالعہ کر لیا ہے۔ اور اب وہ دستخط کرنے کو تیار ہیں اگلے دن مجلس عاملہ کا اجلاس بلایا گیا لیکن اگلے دن صبح سویرے ہی حضرت چوہدری صاحب نے فرمایا کہ میں نے رات بھر اس بات پر غور کیا اور بے چین بھی رہا اور اپنے آپ کو مخاطب کر کے گفتگو کرتا رہا کہ ظفر اللہ خان یہ جو کچھ بھی تجھے ملا ہے اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہی تو تھا گھر سے تو کچھ نہ لائے۔ جب اللہ تعالیٰ نے دولت دیتے وقت کوئی شرائط عائد نہیں کیں تو پھر تم اس دولت ہی سے کچھ حصہ خدا کو واپس کرتے وقت شرائط عائد کرنے میں کس حد تک حق بجانب ہو۔ خدا کا شکریہ ادا کرو کہ بشاشت کے ساتھ یہ ساری رقم جو تم نے خرچ کی ہے اپنے خدا کے حضور پیش کر دو۔ میں نے معاہدہ پھاڑ دیا ہے۔ مشن ہاؤس جماعت کو مبارک ہو۔ صرف ایک شرط ہے کہ میری زندگی میں اس بات کو مشتہر نہ کیا جائے۔ کہ یہ ساری رقم میں نے فراہم کی تھی۔ یہ رقم میری طرف سے تحفہ کے طور پر قبول کی جائے۔

خدا نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو کیسی کیسی سعید اور مبارک روحیں عطا کیں جنہوں نے لاکھوں نہیں کروڑوں کمائے لیکن اپنی ذات کے لئے چند روپے رکھ کر سارے ہی خدا کی مخلوق پر اور خدا کے دین کے لئے خرچ کر دیئے۔ یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے بدیوں کو بیزار ہو کر ترک کیا اور نیکیوں کو بشاشت کے ساتھ اور خوشیوں کے ساتھ ادا کیا۔ ہم سمجھتے ہیں ایسے ہی لوگ ہیں جو آخرت میں بھی خدا کے سایہ تلے ہوں گے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو بے حساب اجر عطا فرمائے جو اس دنیا میں اس کے گھر کی تعمیر کے لئے قربانی کرتا ہے اور اس کے لئے اپنے مال میں سے کچھ حصہ پیش کر کے اپنے مولا کی خوشنودی حاصل کرتا ہے اور جنت میں اپنا گھر بنواتا ہے۔

آپ کا خط ملا

مکرم محمد الیاس منیر صاحب لکھتے ہیں:۔

میرے اس عریضہ کا سبب ایک خواب ہے جو چند روز ہوئے دیکھا۔ اس میں نظارہ کسی گھر کا ہے۔ جہاں پر کہ کوئی صاحب کہتے ہیں کہ صدر ایوب آگئے۔ میں اپنے گھر کی بیٹھک میں ہوتا ہوں کہ تھوڑی دیر میں کچھ لوگوں کے ساتھ صدر ایوب وہاں آ جاتے ہیں۔ علیک سلیک کے بعد ایک صاحب کہتے ہیں کہ صدر ایوب اخبار الفضل لگوانا چاہتے ہیں۔ میں جلدی سے کاغذ قلم لے کر کہتا ہوں کہ پتہ لکھوا دیں۔ صدر ایوب بولتے ہیں کہ میں معاون بننا چاہتا ہوں اس لئے اوپر معاون لکھو پھر پتہ وغیرہ لکھتا ہوں۔ اسی دوران وہ بتاتے ہیں کہ دراصل میں ایک صاحب سے لے کر اخبار الفضل پڑھتا ہوں۔ مگر اس میں باقاعدگی نہیں رہتی۔ اس لئے خاص اپنے لئے پرچہ لگوانا چاہتا ہوں۔

بس انہی باتوں میں میری آنکھ کھل گئی۔ اس کی تعبیر کی مجھے کچھ سمجھ نہیں آتی۔ آپ کی خدمت میں من وعن لکھ دی ہے۔

اخبار الفضل میں بڑی باقاعدگی سے پڑھتا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ پس دیوار زنداں ہوتے کے باوجود جماعتی حالات سے پوری طرح ——— بالکل آپ لوگوں کی

باقی صہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادِ رفتگاں

راجہ خالد احمد

مکرم راجہ فضل احمد صاحب

نیک اور پیارے لوگوں سے بچھڑے ہوئے چاہے کتنا ہی عرصہ گذر جائے پھر بھی ایسا ہی لگتا ہے کہ وہ یہیں کہیں ہمارے پاس موجود ہیں۔ شاید اس وجہ سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہم انہیں کبھی بھولتے ہی نہیں یا بھلانا نہیں چاہتے انہی نیک لوگوں میں ایک نیک وجود میرے نانا جان کا بھی ہے جن کا نام راجہ فضل احمد تھا۔ میرے نانا جان بہت پیاری شخصیت کے مالک تھے۔ نانا جان بہت نیک، سادہ مزاج، متقی، عبادت گذار انسان تھے۔ آپ تہجد بہت پابندی سے پڑھتے تھے آپ قرآن مجید کی تلاوت کے علاوہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتب بہت شوق سے پڑھتے تھے آپ کو حضرت اقدس اور آپ کے جانشینوں سے بہت محبت تھی حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی اور نظموں کے علاوہ یہ نظم "چاند کو کل دیکھ کر" بہت پڑھتے تھے جب بھی ربوہ سے مربی صاحبان اور دیگر سلسلہ کے لوگ آتے تو آپ ضرور ان کی صحبت سے فیض یاب ہوتے اور ان کی میزبانی کا شرف بھی حاصل کرتے۔ آپ بہت دُعا گو انسان تھے آپ اکثر یہ کہتے کہ متقی کی اولاد سات پشتوں تک خدا تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنتی ہے آپ بچوں سے بہت محبت کرتے تھے جب بھی آپ کو پنشن ملتی آپ سب سے پہلے چندہ ادا کرتے اور پھر بچوں میں پیسے بانٹتے آپ کہتے تھے کہ بچے خدا تعالیٰ کی صفات کا عکس ہوتے ہیں۔ نانا جان کے پاس حضرت فضلِ عمر اللہ تعالیٰ آپ سے بہت راضی رہے کا کرتہ تبرک کے طور پر موجود تھا امی جان کہتی تھیں کہ آپ وہ کرتہ خاص خاص موقعوں مثلاً جمعے کے علاوہ عید وغیرہ پر پہنتے تھے۔ آپ کبھی کسی سے ناراض نہیں ہوتے تھے بلکہ اگر کوئی زیادتی بھی کرتا تو اسے منانے میں پہل کرتے تھے اگر کوئی بیمار ہوتا تو اس کی تیمارداری کے لئے جاتے اور کہتے کہ بیمار کو پوچھنا بڑے ثواب کا کام ہے میری نانی جان کہتی ہیں کہ آپ نماز بڑی پابندی سے پڑھتے تھے اور مجھے بھی کہتے کہ اگر تم نے نماز نہیں پڑھنی تو میرے لئے روٹی نہ بنانا۔ میں نے خود آپ کو نماز میں آہ وزاری کرتے دیکھا ہے میری نانی جان آپ کی زندگی کا اکثر یہ واقعہ سناتی تھیں کہ آپ فوج کے ساتھ چین یا ہانگ کانگ میں تھے ایک روز آپ قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے آپ کے ساتھ ایک ہندو بیٹھا ہوا تھا باہر بارش ہو رہی تھی اتنے میں زور سے بجلی چمکی اور اس شخص پر پڑی جو آپ کے پاس بیٹھا تھا مگر خدا تعالیٰ نے آپ کو معجزانہ طور پر بچا لیا۔ ربشبک سب تعریف میرے پیارے بزرگ و برتر خدا تعالیٰ کو حاصل ہے وہی جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور اپنا نور دلوں پر نازل کرتا ہے) خدا تعالیٰ میرے نانا جان کو جنت میں جگہ عطا فرمائے اور انہیں اُن مقدس وجودوں کے ساتھ رکھے جن کی اُن کو خواہش تھی۔

راجہ محمد عبداللہ خان راجوری

مکرم میاں فیروز الدین صاحب

میرے شفیق والد میاں فیروز الدین صاحب تقریباً ۹۶ سال کی عمر میں مختصر علالت کے بعد فضل عمر ہسپتال میں ۲ جنوری ۱۹۹۱ء بروز بدھ وفات پا گئے۔ موصوف کا تعلق راجور ضلع پونچھ سے تھا۔ جب حضرت مولوی محمد حسین صاحب (رفیق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ) راجور تشریف لے گئے تو انہوں نے وہاں ایک جلسے کا اہتمام کیا والد صاحب نے جلسہ میں شرکت کی اور مولوی صاحب کی تقریر سے بہت متاثر ہوئے اور اس کے بعد سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہو گئے اور مرتے دم تک پورے خلوص اور جذبے سے احمدیت پر نہ صرف قائم رہے بلکہ اپنے بچوں کی بھی اخلاص سے احمدیت کے رنگ میں تربیت کی۔

آپ کے پانچ بھائیوں میں سے تین بھائی آپ سے پہلے احمدی ہو چکے تھے۔ آپ فوج میں بھرتی ہوئے اور ۱۹۱۴ء کی جنگ میں عراق بھیج دیئے گئے۔ فوج سے واپسی پر اپنے طور پر دعوت الی اللہ میں دلچسپی لینے لگے۔ موصوف حلیم الطبع ملنسار اور مہمان نواز تھے۔ گھر آئے مہمان کو کھانے یا چائے کی تواضع کے بغیر نہ جانے دیتے تھے۔ صحت کے لحاظ سے کمزور ہو چکے تھے تاہم یادداشت حیرت انگیز طور پر تیز تھی۔ پابند صوم وصلوٰۃ تھے اور نرم دل اتنے کہ کسی کے دکھ کا سن لینے پر دل بھر آیا کرتا تھا۔ اپنے بہن بھائیوں سے بڑی محبت رکھتے تھے۔ آپکے چھ بھائی اور تین بہنیں تھیں جو ان سے پہلے فوت ہو چکے تھے۔ ایک بھائی زندہ ہے آپ نے اپنے پیچھے بیوہ اور تین بیٹے اور تین بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں بڑا لڑکا صوفی محمد عالم خان، میرا بھڑکہ میں رہتا ہے۔ اور محمد شفیع ریٹائرڈ محافظ خزانہ ربوہ اور سب سے چھوٹا لڑکا خاکسار محمد عبداللہ ہے۔ تینوں بیٹیاں بھی شادی شدہ ہیں۔

موصوف کی نماز جنازہ بیت المہدی میں بعد نماز عصر ادا کی گئی کثیر تعداد احباب نے شرکت کی۔ اور عام قبرستان میں تدفین ہوئی۔ بعد ازاں میر غلام احمد صاحب نسیم پروفیسر جامعہ احمدیہ نے دعا کروائی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو اپنے قرب میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

بقیہ: صـ۵ سے آگے

طرح واقف ہوں۔ ان مشکل حالات میں اخبار شائع کرنے کی سعادت آپ کے حصّہ میں آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سعیٔ عظیم کو نہایت عمدگی اور حکمت کے ساتھ انجام دیتے چلے جانے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔

سب کارکنانِ دفتر الفضل اور کاتب حضرات کی خدمت میں میرا پُر خلوص سلام اور درخواستِ دُعا عرض ہے۔

ایک استفسار ـــــ الفضل کی پیشانی والے چوکھٹے میں ایک اندراج ہوتا ہے "جلد ۴۱/۷۶" براہِ کرم اس کی وضاحت کریں۔ یقیناً اس میں الفضل کی تاریخ ہی پوشیدہ ہے مگر کیسے؟

جلد ۴۱/۷۶ کا مطلب ہے کہ جب سے الفضل قادیان سے شروع ہوا ہے اس وقت سے تو اس کی جلد کا نمبر ۷۶ ہے لیکن جب سے پاکستان سے شروع ہوا ہے اس کی جلد کا نمبر ۴۱ ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کی اور دیگر اسیرانِ راہِ مولیٰ کی جلد رہائی کے سامان فرمائے۔ اے خدا تُو ایسا ہی کر۔ (ایڈیٹر)

لَوْ فار آل

لَوْ فار آل اینڈ ہیٹ فار نن
ایک یہی ہے دل میں لگن

اس کو ہم بنیاد بنا کر
خوشی بکھیریں چھن چھن چھن

دوست بنیں اور دوست بنائیں
کوئی نہ ہو اپنا دشمن

کام آئیں ہر فردِ بشر کے
ہم ہوں جان اور وہ ہوں بدن

دیکھ کے ہم کو سارے لوگ
تھپکی دیں، یولیں وَیل ڈَن

سیکھیں اور سکھائیں ہم
علم ہو کوئی یا ہو فَن

مل جل کر ہم آگے جائیں
واریں سب پر تَن مَن دَھن

ایک اکیلا دو ہیں گیارہ
کیوں نہ ہوں ہم ٹین اینڈ وَن

لَوْ ہے نیکی راہگذر
ہیٹ ہے قدم قدم پھسلن

لَوْ ہے پھولوں کی پھلواری
ہیٹ درندوں کا ہے بَن

سب کے لَب پر ہو یہ گیت
گیت ہا شہد ہے اور بھجن

آؤ سب مل جل کے کہیں
لَوْ فار آل اینڈ ہیٹ فار نن

آنکھوں کی ٹھنڈک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈاکٹر محمد احمد اشرف ـــــ فضلِ عمر ہسپتال ربوہ

اینستھیزیا۔ (ANAESTHESIA)

آپریشن سے پہلے کسی بھی مریض کو آجکل یہ یقینی دہانی کرائی جا سکتی ہے کہ آپریشن کے دوران اُسے کسی قسم کی درد یا تکلیف نہیں ہوگی۔ ہمیشہ سے ہی ایسا نہیں تھا بلکہ آج سے قریباً ڈیڑھ سو سال پہلے تک اُس بدقسمت شخص کو جس کا آپریشن کرنا ضروری ہوتا تھا شراب یا اس قسم کی کوئی اور نشہ آور چیز پلا کر لٹا دیا جاتا تھا اور مضبوط ڈیل ڈول والے پہلوانوں جیسے کئی آدمی آپریشن کے دوران اُسے مضبوطی سے پکڑے رکھتے تھے تاکہ وہ اپنی جگہ سے ہل جُل نہ سکے خواہ اسے جتنی بھی درد ہو۔ خوش قسمتی ہی کہیئے کہ بعض اوقات درد کی شدّت کی وجہ سے مریض کے ہوش و حواس تھوڑی دیر کے لئے گم ہو جاتے تھے اور اس طرح اُس کی اذیّت کچھ وقت کے لئے کم ہو جاتی تھی۔

یہی وجہ تھی کہ پہلے وقتوں میں صرف ایسے آپریشن ہی کئے جا سکتے تھے جو زندگی بچانے کے لئے ناگزیر ہوتے تھے اور بہت ہی معمولی قسم کے ہوا کرتے تھے۔

آج سے قریباً دو سو سال پہلے امریکہ اور برطانیہ وغیرہ میں تفریحی پارٹیوں اور موسیقی کی محفلوں میں لوگوں کی تفریح طبع کے لئے دو گیسوں نائٹرس آکسائیڈ اور ایتھر (ETHER) کے سنگھانے کا طریقہ شروع ہوا۔ سونگھنے والے شخص کو شراب جیسا نشہ ہو جاتا تھا جس سے وہ ایک قسم کی فرحت محسوس کرتا تھا۔ ایسی ہی ایک پارٹی میں یہ مشاہدہ سامنے آیا کہ اِس قسم کے نشے کے دوران اگر کسی شخص کو بہت بڑی چوٹ بھی لگ جائے یا جسم پر کوئی بڑا زخم بھی آ جائے تو اُس وقت اُسے درد کا احساس نہیں ہوتا۔ اس قسم کے مشاہدات کے بعد یہ گیسیں دانتوں اور جسم کے دوسرے معمولی آپریشنوں کے دوران استعمال کی جانے لگیں۔ پہلی مرتبہ ۱۸۴۶ء میں ایتھر کو ایک آپریشن میں بے ہوشی کے لئے استعمال کیا گیا۔ اُس کے بعد کلوروفارم کا پتہ چلا۔ پھر آہستہ آہستہ بہتر سے بہتر مزید ادویات کا علم ہوتا گیا اور انہیں مریض کو دینے کے لئے نئے نئے آلات اور مشینیں ایجاد ہوتی رہیں۔ گذشتہ پچاس سالوں میں تو یہ علم اتنا بڑھ چکا ہے کہ میڈیکل سائنس کے اس شعبے میں آج کے لئے مخصوص سپیشلسٹ ڈاکٹرز کی ضرورت پیدا ہو چکی ہے۔ اور اس شعبے کی ترقی کی بدولت ہی بڑے سے بڑے اور لمبے سے لمبے آپریشن اب مریض کو کوئی درد پہنچائے بغیر بہت آسانی سے کئے جا سکتے ہیں۔

اینستھیزیا کے لفظی معانی معطلی و بحالئ ہوش و حواس ہی ہیں لیکن اس شعبہ میں کام کرنے والے ڈاکٹروں کا میدان اب صرف آپریشن تھیٹر میں مریض کو بے ہوش کرنے تک ہی محدود نہیں رہا ہے بلکہ آپریشن سے پہلے وارڈ یا آؤٹ ڈور میں مریض کا معائنہ کرنا اُس کی جسمانی کیفیت کو بے ہوشی کے لئے موزوں سے موزوں تر کرنا۔ ضروری ادویات تجویز کرنا آپریشن کے دوران اُسے درد کا احساس نہ ہونے دینا اور پھر آپریشن کے بعد اُس کے دل، دماغ اور پھیپھڑوں کے افعال دیگر حواس اور بلڈ پریشر وغیرہ کا خیال رکھنا اس شعبہ کے ڈاکٹروں کے فرائض میں شامل ہو چکا ہے۔ اِسی طرح بڑے بڑے ہسپتالوں میں قائم انتہائی نگہداشت کے شعبے اب ماہرین بے ہوشی کی نگرانی میں کام کرتے ہیں۔ اینستھیزیا آؤٹ ڈور کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ مریض کے دل یا پھیپھڑوں یا کسی اور نظام میں اگر کوئی تکلیف ہے جس کی بناء پر بے ہوشی مریض کے لئے خطرناک یا مضر ثابت ہو سکتی ہے تو اینستھیزیا کا ڈاکٹر اُس کی نشاندہی کرتا ہے اور آپریشن کے لئے ہسپتال میں صرف اُسی وقت ایسے مریض کو داخل کیا جاتا ہے جب اس کی وہ تکلیف دُور ہو جاتی ہے اور وہ بے ہوشی کے لئے موزوں ہوتا ہے اِس طرح ہسپتال میں داخل رہنے کی غیر ضروری تکلیف سے مریض اور اُس کے لواحقین بچ جاتے ہیں اور ہسپتال میں BEDS کی کمی کی صورت میں کسی اور ضرورت مند مریض کی حق تلفی بھی نہیں ہوتی۔

آج کل کسی مریض کو آپریشن کے لئے کیسے بیہوش کیا جاتا ہے اس بارے میں کلوروفارم سنگھانے والا عام تأثر درست نہیں ہے۔ آج کل استعمال ہونے والے درد ختم کرنے کے مختلف طریقے یہاں نہایت اختصار کے ساتھ تحریر کئے جا رہے ہیں:۔

مختلف دوائیوں کے ٹیکوں، سپرے یا قطروں کے ذریعے بیرونی جلد کے بہت ہی چھوٹے حصّے کو سُن کر دیا جاتا ہے۔

خون کی ورید میں ایک ٹیکے کے ذریعے جسم کے ایک چھوٹے حصّے مثلاً نصف بازو یا ٹانگ کو سُن کر دیا جاتا ہے۔

جسم کے جس حصّے کا آپریشن کرنا ہے وہاں سے درد کا احساس لانے والی اعصابی تاروں کی تعداد اگر ایک یا دو ہو تو انہیں ٹیکے کے ذریعے بے اثر کر دیا جاتا۔

ریڑھ کی دو ہڈیوں کے درمیان میں ایک ٹیکہ لگا کر نچلا دھڑ سُن کر دیا جاتا ہے۔

مریض کو مکمّل طور پر بے ہوش کر دیا جاتا ہے۔ یعنی دوائی کو براہ راست یا سانس کے ذریعے خون میں شامل کیا جاتا ہے۔ جب یہ خون دماغ تک پہنچتا ہے تو وہاں پر دماغ کے مختلف حصّوں پر اثر انداز ہو کر گہری نیند کی کیفیت پیدا کر دیتا ہے۔

مکمّل طور پر بے ہوش کرنے کے بھی مختلف طریقے ہیں جو مریض کی حالت اور آپریشن کی نوعیت کے مطابق منتخب کئے جاتے ہیں۔ لیکن بے ہوش کرنے سے پہلے مریض کی پریشانی کو کم کرنے اور بے ہوش کرنے والی ادویات کے مضر اثرات سے بچاؤ کے لئے کوئی نہ کوئی دوائی یا ٹیکہ ضرور لگایا جاتا ہے۔

بہت چھوٹے آپریشن کے لئے بیہوشی کی ادویات ٹیکے کے ذریعے استعمال کی جاتی ہیں جو ڈرپ (DRIP) میں لگائے جاتے ہیں۔ اس طرح مریض کو ٹیکے کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ ان ٹیکوں کے اثر سے مریض کو چند منٹ تک گہری نیند آ جاتی ہے اور اس دوران آپریشن کی کوئی درد اُسے نہیں ہوتی۔ بہت چھوٹے بچے ڈرپ لگوانے سے بھی گھبراتے ہیں انہیں ایک خاص قسم کی غبارے جیسی چیز دی جاتی ہے جسے وہ پھُلاتے ہیں تو اُس کے اندر موجود گیسوں کی وجہ سے انہیں آہستہ آہستہ نیند آنی شروع ہو جاتی ہے۔

بڑے آپریشن کے لئے بڑے آدمی کو عام طور پر جیسے بے ہوش کیا جاتا ہے اُس کا آغاز بھی ایک دوائی کی خاص مقدار ڈرپ میں داخل کرنے سے ہی کیا جاتا ہے۔ ڈرپ کے ذریعے دوائی جسم میں پہنچتے ہی فوراً مریض کو نیند آ جاتی ہے۔ اُس کے بعد آپریشن شروع کروا دیا جاتا ہے لیکن زیادہ دیر تک دوائی کا اثر قائم نہیں رہ سکتا۔ نیز سرجن ڈاکٹر کی سہولت کے لئے مریض کے پٹھوں کے تناؤ کو کم کرنے اور بلڈ پریشر وغیرہ کو کم یا زیادہ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ ان باتوں کو مدّنظر رکھتے ہوئے پہلے ایک ٹیکے کے ذریعے چند منٹوں کے لئے اُس کے سانس لینے والے پٹھوں کا عمل روک دیا جاتا ہے۔ جس سے اُس کا سانس رُک جاتا ہے۔ اِس دوران مصنوعی طور پر اُسے سانس دلایا جاتا ہے اور تھوڑی دیر کے لئے مصنوعی تنفس کے عمل کو روک کر اُس کی سانس کی نالی میں ایک خاص قسم کی ٹیوب ڈال دی جاتی ہے۔ ٹیوب کا بیرونی سرا ایک خاص قسم کی مشین کے ایک بیگ سے جوڑ دیا جاتا ہے۔ مشین میں آکسیجن کے علاوہ بے ہوش کرنے والی مختلف گیسوں کا ذخیرہ موجود ہوتا ہے۔ بے ہوش کرنے والا ڈاکٹر مریض کے دل کی حرکت، بلڈ پریشر وغیرہ کو تھوڑی تھوڑی دیر بعد نوٹ کرتا رہتا ہے اور مریض کی ضروریات کو مدّنظر رکھتے ہوئے مشین میں موجود گیسوں کے ذخیرہ میں سے مطلوبہ مقدار میں مطلوبہ تناسب سے گیسوں کا ایک مکسچر تیار کرتا ہے جو مشین کے ساتھ لگے ہوئے بیگ میں جمع ہو جاتا ہے اور وہاں سے سانس کی نالی میں ڈالی ہوئی ٹیوب کے ذریعے وہ مریض کے پھیپھڑوں میں پہنچ جاتا ہے۔ سانس کی نالی میں ٹیوب ڈالنے سے پہلے سانس کے پٹھوں کو روکنے کے لئے جو ٹیکہ لگایا گیا تھا چند منٹوں کے بعد اُس کا اثر زائل ہو جاتا ہے اور مریض کے تمام پٹھوں کا تناؤ اور عمل دوبارہ شروع ہو جاتا ہے۔ پیٹ وغیرہ کے آپریشن میں سرجن کو عضلات کے اس تناؤ کی وجہ سے بہت دقّت پیش آتی ہے۔ چنانچہ اس دقّت کو دُور کرنے کے لئے بہت سی ادویات ایسی موجود ہیں جن سے ۲۰ منٹ سے لے کر پون گھنٹے تک یہ تناؤ کم کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ ہر مریض کو اچھی طرح جانچ کر ان میں سے کسی دوائی کا انجکشن لگایا جاتا ہے جس سے مریض کے تمام عضلات پر ایک قسم کا فالج ہو جاتا ہے یعنی وہ اپنا کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ سانس دلانے والے عضلات کے کام چھوڑنے کی وجہ سے سانس بھی اتنے عرصہ کے لئے بند ہو جاتا ہے۔ لہٰذا سانس لینے کا عمل مصنوعی طور پر ایک مشین کے ذریعے جاری رکھا جاتا ہے

باقی صفحہ ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ربوہ میں دوسری سالانہ سپورٹس ریلی کا
کامیابی سے انعقاد

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے دوسری سالانہ سپورٹس ریلی نہایت کامیابی اور شاندار روایات کے ساتھ ۱۴ مارچ کو صبح ۸ بجے شروع ہو کر ۱۵ مارچ شام ۵ بجے بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔ افتتاح مکرم محمود احمد شاہد صاحب سابق صدر نے کیا اور اختتامی تقریب میں محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے انعامات تقسیم فرمائے۔ ریلی میں پاکستان بھر کے آٹھ علاقہ جات سے تقریباً تیس ۳۰ اضلاع کی اٹھائیس ۲۸ ٹیموں نے فٹ بال، والی بال، باسکٹ بال اور کبڈی میں حصہ لیا۔ اتھلیٹکس اور سائیکلنگ میں ۱۸۸ کھلاڑی شریک ہوئے جبکہ جملہ مقابلوں میں شریک ہونے والے کھلاڑیوں کی تعداد ۵۱۵ رہی۔

امسال نتائج حسب ذیل رہے۔

فٹ بال ربوہ اول
علاقہ لاہور دوم
والی بال علاقہ گوجرانوالہ اول
ربوہ دوم۔
باسکٹ بال علاقہ راولپنڈی اول
لاہور دوم
کبڈی علاقہ لاہور اول
فیصل آباد دوم۔

سائیکلنگ کا مقابلہ اور اتھلیٹکس کی ٹرافی ربوہ نے جیتی جبکہ بہترین کھلاڑی برابر نمبر لے کر کراچی اور ربوہ کے کھلاڑی قرار پائے۔

اس نہایت کامیاب ریلی کی اختتامی تقریب میں جو گھوڑ دوڑ گراؤنڈ میں کبڈی فائنل کے بعد منعقد ہوئی دس ہزار سے زائد کا مجمع تھا اور فضا نعروں سے گونج رہی تھی۔

کیا آپ کا اور آپ کے بچوں کا چندہ وقف جدید ادا ہو چکا ہے؟

(ناظم مال وقف جدید)

سانحہ ارتحال

مکرم مولوی بشیر احمد صاحب قمر مربی سلسلہ کی اہلیہ محترمہ مورخہ ۱۵ مارچ کو وفات پاگئیں۔ موصوفہ حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس کی بھانجی اور مکرم نصیر احمد قمر صاحب پرائیویٹ سیکرٹری کی والدہ تھیں۔

موصوفہ کی نماز جنازہ ۱۷ مارچ بعد نماز ظہر بیت المبارک میں متوقع ہے۔

بقیہ: ص۳ سے آگے

جو ایک معین مقدار اور رفتار سے مریض کو سانس دلاتی ہے۔ آپریشن کے دوران ضائع ہو جانے والے خون وغیرہ کا متبادل بھی دوران آپریشن حسب ضرورت مریض کو مہیا کیا جاتا ہے۔ آپریشن ختم ہوتے ہی مریض کے پٹھوں پہ طاری شدہ اس فالج کو واپس لایا جاتا ہے اور جب مریض خود سانس لینا شروع کر دیتا ہے تو اُس کے منہ کو ایک اور مشین کے ذریعے اندر سے اچھی طرح صاف کر کے سانس کی نالی میں ڈالی ہوئی ٹیوب بڑے آرام سے باہر نکال دی جاتی ہے اور کچھ دیر تک مریض کو آکسیجن مہیا کی جاتی ہے مریض ہوش میں آجاتا ہے تو اُسے آپریشن تھیٹر سے ریکوری روم (RECOVERY ROOM) اور پھر وارڈ یا کمرے میں بھجوا دیا جاتا ہے۔ وارڈ یا کمرے میں بھجوانے تک ڈاکٹر یا نرس مریض کے ساتھ ساتھ موجود رہتے ہیں۔

خبریں

ملکی خبریں

○ ایک انگریزی اخبار کی اطلاع کے مطابق جماعت اسلامی کے امیر قاضی حسین احمد نے اپنی جماعت کی قیادت سے استعفیٰ دے دیا ہے۔ خلیج کی پالیسی پر ان کے خلاف جماعت اسلامی کے بڑوں نے شدید ناراضگی کا اظہار کیا تھا۔ اخبار کے مطابق جماعت کے مرکز واقع منصورہ میں اس استعفیٰ کو خفیہ رکھا جا رہا ہے۔

○ حکومت نے عورت کی سربراہی کے بارے میں جمیعت العلمائے اسلام کا مطالبہ مسترد کر دیا ہے۔ جمیعت نے مطالبہ کیا تھا کہ عورت کی سربراہی پر قانونی پابندی عائد کی جائے۔

○ ایٹمی پروگرام پر پاک امریکہ مذاکرات آگے نہیں بڑھ رہے۔

○ غوث علی شاہ کی شکست کے بعد سینٹ کے نئے چیئرمین کے بارے میں نئی قیاس آرائیاں شروع ہو گئی ہیں۔ خیال کیا جا رہا تھا کہ یہ عہدہ سندھ کو دیا جائے گا۔

غیر ملکی خبریں

○ عرب فوج کے کمانڈر انچیف سعودی عرب کے شہزادہ خالد بن سلطان نے امید ظاہر کی ہے کہ جنگ بندی کے معاہدے پر اگلے ہفتے دستخط کر دیئے جائیں گے۔ اتحادیوں کے پاس نظر بند ۶۲ ہزار عراقی جنگی قیدی جلد ہی رہا کر دیئے جائیں گے۔ دریں اثناء کویت نے مطالبہ کیا ہے کہ مستقل جنگ بندی سے پہلے کویت کے تیس ہزار شہری واپس کئے جائیں۔ اور عراق کی طرف سے کویت کی لوٹی ہوئی دولت واپس کی جائے۔

○ عراق کے ۵۰۰ جنگی قیدی واپس کئے جا رہے تھے کہ عین موقع پر ایک قیدی نے عراق واپس جانے سے انکار کر دیا۔ اس طرح ۴۹۹ قیدی واپس چلے گئے۔

○ امریکہ نے کہا ہے کہ امریکہ ایک ہیوی ڈویژن فوج کا اسلحہ سعودی عرب میں رکھے گا۔ یہ بات امریکی وزیر دفاع مسٹر ڈک چینی نے بتائی انہوں نے کہا کہ خطرے کی صورت میں صرف فوجیوں کو لانا ہوگا اسلحہ پہلے سے موجود ہوگا۔

عینک ـــ ؟

چودہ مارچ کو بہشتی مقبرہ میں ایک تدفین کے موقع پر قبر کے پاس ایک عینک گر گئی تھی۔ جس دوست کو ملی ہو وہ خاکسار کو واپس کر دیں۔ شکریہ کے طور پر یکصد روپیہ پیش کر دیا جائے گا۔

نسیم سیفی

ڈیفنس سوسائٹی میں پہلی بار
ماسٹر واچ کمپنی اینڈ ویڈیو فنکشن
ریکارڈنگ کیلئے تشریف لائیں
گھڑیوں کی سیل اور اعلیٰ سروس
سوئٹزرلینڈ کے سند یافتہ ماہرین
پتہ: ماسٹر واچ کمپنی برانچ ۲
5 - سنی پلازہ مین بولیوارڈ
ڈیفنس سوسائٹی روڈ - لاہور

سرکن دی اپھارہ
نیز دیگر امراض حیوانات مثلاً منہ کھر، زہرباد، سوزش پستان، فالج، ٹک، تھنوں میں ناڑ وغیرہ پیدا ہونا، گل گھوٹو (خناق)، کنار دواہ، چیچک وغیرہ کیلئے کیوریٹو ادویات مندرجہ ذیل سٹاکسٹ سے کمپنی کے مقررہ نرخ پر حاصل کریں۔
(ڈرنری ڈاکٹرز فری لٹریچر و سمپلز براہ راست کمپنی سے طلب کریں۔)
لاہور: ـــــ پاکستان میڈیکوز۔ لوئر مال
کراچی: ـــــ شہزاد میڈیکل سٹور۔ بھینس کالونی روٹ نمبر 5 لانڈھی
فیصل آباد: ـــــ میاں شادی میڈیسن۔ گول امین پور بازار
راولپنڈی: ـــــ جرمن ہومیو لیبارٹریز۔ بوہڑ بازار
ملتان: ـــــ زکریا میڈیکل سٹور۔ بیرون لوہاری گیٹ
رحیم یار خان: ـــــ رحمٰن میڈیکل سٹور۔ کچی منڈی لیاقت پور رحیم یار خان
(ڈاکٹر راجہ ہومیو) رجسٹرڈ
کیوریٹو میڈیسن کمپنی لاہور کراچی
ہیڈ آفس: ربوہ فون: ـــــ ۷۷۱، ۶۰۶